جس مادّہ پرستانہ طرزِ فکر (جس کے تحت علم کو حواس و قیاس کے دائروں تک محدود کر دیا گیا ہے) مثلاً پلوٹو پلازم کے متعلق ساری گفتگو میں، نظریۂ ارتقا کی بھرپور تائید اور فلسفۂ افادیت وغیرہ کو اس کتاب میں مقبول طارق صاحب نے اپنے اختیار کردہ فلسفے کی حیثیت سے قبول کیا ہے۔ اس سے پیدا شدہ جدید تہذیب اور مغربی معاشرے، فلسفے اور سائنس کے خلاف جو مایوس کن تاثرات لکھے ہیں، وہ خود اس بات کے گواہ ہیں کہ وہ نظریات درست نہیں ہیں جن پر نئی دنیا تعمیر ہوئی ہے۔

بہرحال "گہری فکریں" کے حساس مؤلف سے ہم یہ امید کرتے ہیں کہ وہ کالج کے پڑھے ہوئے لٹریچر کو سامنے رکھ کر از سرِ نو مغرب اور فلسفۂ مغرب اور سائنس کی پیدا کردہ پیچیدگیوں کا مطالعہ بھی کریں اور خاص مواقع نکال کر اسلام کو اس شکل میں دیکھنے کی کوشش کریں جو علم اور جہل دونوں قسم کے ستر حجابوں کے پیچھے چلی گئی ہے۔ پھر وہ انھیں اور ہمارے پیش رو طبقوں اور ان کے زیرِ اثر تعلیم یافتہ عناصر کو عقل کی جہالتوں کے چکر سے نکالیں۔ خاص طور پر فلسفے کے دائرے میں فضاؤں کو ایک ایسے عظیم نوجوان کا انتظار ہے۔

آخر مقبول طارق ہی وہ عظیم نوجوان کیوں نہ ہوں۔

فیوض الحرمین | سید محمد عبدالعزیز شرقی۔ ناشر: المفضل، سرور روڈ، ملتان شہر، پاکستان

صفحات: ۹۶ قیمت: دس روپے

شرقی صاحب مردِ مومن ہیں اور اسی لیے شیدائے رسولؐ۔ پہلے اُن کی محبت بار بار انہیں مدینے لے جاتی رہی۔ اب تو ڈیرے ہی کوئے جاناں میں ڈال رکھے ہیں۔ اُن کی شاداب شخصیت سے، اُن کے جذبِ دروں کی وجہ سے نعتیہ شاعری کا سرچشمہ پھوٹا۔ نعتیں لکھتے ہیں اور والہانہ انداز سے پڑھتے ہیں۔ مروجہ فن کے اینچ پینچ سے ماورا بھی ایک نوع کی شاعری ہوتی ہے۔ جو عقل و جنون کی آمیزش سے ترکیب پاتی ہے جسے زمزمۂ عشق کہنا چاہیے۔ اُن کی محبت و عقیدت کا وزن شعر اٹھا ہی نہیں سکتا۔ یہ تو اُن کا کمال ہے کہ شعر سے انھوں نے یہ ناممکن خدمت لے لی ہے۔ میں شرقی صاحب کے

صرف دو شعر پیش کرنے پر اکتفا کرتا ہوں۔

تابِ جمال لا نہ سکا میں گناہ گار | مجھ کو تو دن میں تارے نظر آ کے رہ گئے
گناہوں کی سیاہی ڈھل رہی ہے | سرِ شکِ چشمِ تر ہے اور میں ہوں

ذکرِ دار و رسن عاطر ہاشمی - ناشر: احساس پبلی کیشنز - ۱۵ انارکلی لاہور۔ صفحات: ۹۶
قیمت: -/۱۲ روپیہ۔

عاطر ہاشمی کو کون نہیں جانتا۔ اُن کے فن کا ایک سِرا "شعر" ہے، دوسرا "نظر"۔ اُن کے سامنے ہونے والے واقعات کی جو لہریں گذرتی رہی ہیں۔ اُن کے "تاریخ" کا جزو بننے سے پہلے اُن کا عکس عاطر ہاشمی نے اپنی شاعری کے شیشے میں اُتار لیا۔ وہ "دار و رسن" والے شاعر ہیں۔ انہوں نے سیاسی طوفانوں کے تھپیڑے کھاتے ہوئے کچھ موتی اُچھالے ہیں، کچھ خزف ریزے، کچھ پانی کے چھینٹے، کچھ جھاگ کے گالے۔ وقت وقت کے حوادث کے تھپیڑے کھانے والے شاعر کو جو حقائق بیان کرنے ہوتے ہیں وہ اسی طرح مرکب صورت میں ہوتے ہیں۔

عنوانات میں سے چند عرض ہیں، ان سے اندازہ کیجیے کہ شاعری کی جولانگاہ کہاں تک پھیلی ہوئی ہے۔ "میرے قائد نے کہا"۔ "ناکام مجاشانی"۔ "دیت نام زندہ باد"۔ "چٹان کی ضبطی پر"۔ "حمید نظامی"۔ "ملک غلام جیلانی سے"۔ "چاول ہے کہ سونا ہے"۔ "واپڈا کی نظر"۔ "اعرابِ فلسطین سے"۔ "اتحادِ عالمِ اسلام" وغیرہ وغیرہ۔

بدقسمتی سے اس مجموعے کا طباعتی معیار کمزور ہے۔ آخر میں ایک شعر ؎

اس سے آگے اے غمِ دوراں! احساسِ بیداری ہے
دیوانے تو دار تک آ پہنچے، فرزانوں کی باری ہے